داڑھی

میت قرآن و حدیث اور عقل کی روشنی میں

مؤلفہ

جناب مولانا السید انیس الحسنین صاحب قبلہ رضوی امروہوی
ممتاز الافاضل
وکیل
رت آیۃ اللہ العظمیٰ فقیہ اعلم مجتہد اعظم
سید محسن الحکیم مدظلہ العالی نجف اشرف عراق
نی رضویہ ہاؤسنگ سوسائٹی و متولی و منتظم مسجد و مدرسہ
ٹرسٹ، کربلا ٹرسٹ رضویہ کالونی کراچی

شر:- شاہ کربلا ٹرسٹ رضویہ سوسائٹی کراچی

کتاب ملنے کا پتہ:- 15/C رضویہ کالونی کراچی

پیش لفظ

داڑھی کے متعلق اردو میں بہت کم لکھا گیا ہے اگرچہ فقہ کی کتابوں میں اسکی حرمت درج ہے البتہ عمی العلام اعلم العلماء الکرام حضرت نجم الملۃ جناب نواب نے ایک رسالہ [illegible] قرآن واحادیث سے ادلہ شرعیہ کیساتھ تصنیف فرمایا ہے جو تقریباً نایاب ہو چکا ہے کمترین نے کچھ عقلی دلائل کا اضافہ کر کے اس کے ساتھ منسلک کر دیا ہے تاکہ وہ حضرات جو قرآن و حدیث سے کم دلچسپی رکھتے ہیں اور ہر چیز کو سائنس کی روشنی میں دیکھنا چاہتے ہیں وہ بھی اسے ملاحظہ فرما کر داڑھی منڈانے کو قباحت عقلیہ میں داخل کر کے نادم و تائب ہو جائیں

نوٹ: اس رسالہ کی کوئی قیمت نہیں البتہ اول سے آخر تک پڑھ لینا شرط ہے اور پڑھنے و سمجھنے کے بعد مطلقاً اجازت ہے کہ وہ کسی دوسرے مومن کو مرحمت فرما دیں اگر اسکو ہدایت ہو گئی تو آپ بھی اس کے ثواب میں شریک ہو جائیں گے۔ والسلام علی متبع الہدیٰ"

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین علی خلق الخلائق بالحکمۃ البالغۃ ودبر فیہا امورا مبرما تامۃ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الذی بلغ احکامہ بالدلائل الواضحۃ والبراہین الساطعۃ وعترتہ الذین اذہب عنہم الرجس وطہرہم تطہیرا کاملۃ

امابعد ۔ داڑھی منڈانیکی بدعت تو عرصہ بعید سے چلی آرہی ہے لیکن اب اس حد پر پہنچ گئی ہے کہ اکثر مسلمان شیر مادر کی طرح حلال وطیب سمجھنے لگے ہیں اور باوجود پابند صوم وصلوٰۃ ہونیکے علی الاعلان وضو سے پہلے یا بعد اس عمل قبیح کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہایت بیباکی کے ساتھ اپنے خالق و مالک کے سامنے نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوجاتے اور نہیں شرماتے کہ ہم کس سلطان السلاطین کے دربار میں حاضر ہیں دنیا کے معمولی حکام کے سامنے بھی انکے منشا کے خلاف وضع

قطع بنا کر کوئی عزت دار جانے کی جرأت نہیں کرتا لیکن اس جبار و قہار کے دربار میں شیطانی صورت لیکر پہنچ جاتے ہیں چونکہ وہ حلیم و کریم ہے اس لئے مواخذہ نہیں کرتا اور مہلت دیتا ہے اسکی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں (۱) جاہل مسئلہ ہونا جسطرح عام مسلمانوں میں مشہور ہے کہ داڑھی رکھنا فرض نہیں ہے بلکہ سنت مؤکدہ ہے۔ اگرچہ سنت مؤکدہ کی خود ہی یہ تعریف بھی کرتے ہیں جس کے ترک کرنے میں گناہ ہوتا ہے تو جب گناہ ہوتا ہے تو اس کا کرنا حرام ہوا یعنی داڑھی منڈانا حرام ہوا لیکن علمائے امامیہ شیعہ اثنا عشری کا اتفاق ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اور اسکا رکھنا لازم ہے چنانچہ اعلم زمانہ مجتہد اعظم آقائے السید محسن الحکیم اعلم علمائے عراق دام ظلہ کا فتویٰ درج ذیل ہے

سوال و جواب در عربی:

احلق اللحیة حرامٌ مطلقاً ام مکروهٌ ام سنة موکدة کما هو مشهور بین العامة من اهل السنة والجماعة۔

الجواب :- حلق اللحیه حرامٌ وابقاؤها به مقدار ما سمی لحیة لازمٌ۔

یعنی سوال کیا گیا۔ کیا داڑھی منڈانا مطلق حرام ہے یا مکروہ ہے یا سنت موکدہ ہے جیسا کہ اہل سنت والجماعت میں مشہور ہے؟

جواب :- داڑھی منڈانا حرام ہے اور جس کو داڑھی کہہ سکیں اتنا رکھنا لازم ہے۔

سوال وجواب در فارسی :- ——————

سوال :- ریش تراشیدن چه طور است ؟

جواب :- ریش تراشیدن حرام است۔

دیگر علماء میں کوئی ایسا نہیں جو داڑھی منڈانے کو جائز کہتا ہو

اگر ضرورت ہوگی تو دیگر علماء کے فتاوی بھی شائع کئے جا سکتے ہیں لہذا
جو داڑھی کے مسئلہ خاص سے ناواقف ہیں انکو معلوم ہونا چاہئیے کہ
داڑھی منڈانا قطعاً حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے بلکہ کبیرہ موبقہ ہے بلکہ
تجاہر بالفسق ہے بلکہ مقابلہ بخدا ہے اسکی حرمت شریعت مطہرہ میں ثابت
ہے جسکی تفصیل آئندہ بیان ہوگی دوسرے وہ لوگ ہیں جو فی الجملہ جانتے
ہیں کہ داڑھی منڈانا حرام ہے لیکن جہل مرکب میں مبتلا ہیں شریعت
کی پابندی سے آزاد احکام الٰہی کے مقابلہ میں سرکش خود رائی اور
خود نمائی میں مبتلا ہر چیز کا جواب قرآن سے طلب کرنیوالے۔ قرآن و
احادیث کی تعبیر بالرائے کرنیوالے نہ عربی سے واقف نہ علوم دینیہ
سے واسطہ ان کی طبیعت اور ہوا و ہوس کے جو چیز خلاف ہو وہ
اسکو یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ ہم اسکو نہیں مانتے۔ نہ قرآن میں لکھا نہ
حدیث میں۔ یہ لوگ حد درجہ ماخوذ ہوں گے جو اپنے گناہ کو

ثواب کر کے دکھانا چاہتے ہیں۔ لہذا ایسے لوگوں کیلئے قرآن

اور احادیث کے علاوہ ایک عقلی ثبوت درج کیا جاتا ہے اگر

ہو سکے تو اس کا جواب دیں ورنہ اپنے گریبان میں ندامت

سے سر جھکائے رکھیں اور سمجھیں کہ ہم گناہ گار ہیں شریعت

کے خلاف عمل پیرا ہیں۔

استدلالی از روئے عقل و حکمت و سائنس،

یہ استدلال زیادہ تر ان لوگوں کیلئے ہے جو خدائے

برتر کو قدیر و عظیم کے ساتھ حکیم و عادل بھی تسلیم کرتے ہیں۔

جبکہ ہم خداوند عالم کے ہر فعل کو حکمت پر مبنی مانتے ہیں اور

عبث اور بیکار نہیں جانتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی کام اس کا ایسا

نہیں ہے جس میں کوئی حکمت و فائدہ نہ ہو۔ اس امر کے تسلیم

کرنے کے بعد یہ سوال ہو گا کہ رات دن ہم مشاہدہ کرتے رہتے

ہیں کہ ایک ہی ماں کے شکم سے دو طرح کے بچے پیدا ہوتے ہیں
لڑکا لڑکی۔ جانوروں میں نر و مادہ کہے جاتے ہیں جو دونوں
بلوغ تک ایک ہی جیسی صورت پر قائم رہتے ہیں اور جانوروں
میں مقررہ زمانہ تک نر و مادہ کی ایک شکل رہتی ہے۔ مثلاً نو دس
برس کے لڑکے اور لڑکی کو ایک جیسا لباس پہنا دیا جائے تو
ظاہری نظر سے نہیں پہچانا جا سکتا ہے کہ یہ لڑکا ہے یا لڑکی ہے
جانوروں میں بھی سمجھا نہیں جا سکتا کہ یہ نر ہے یا مادہ لیکن بلوغ کا
وقت آتا ہے تو قدرت کی طرف سے جانوروں میں نر کی صورت پر
اور انسانوں میں لڑکے کے چہرہ پر ایک نئی چیز پیدا ہوتی ہے جو
لڑکی کے چہرہ پر پیدا نہیں کی جاتی اور وہ ہے داڑھی۔ اسی طرح
جانوروں میں نر کی شکل میں تبدیلی ہوتی ہے اور وہ اپنی مادہ سے ممتاز ہو
جاتا ہے سوال یہ ہے کہ یہ تبدیلی قدرت کی اندر وہ حکمت ہے یا عبث و بیکار

کوئی مومن و مسلمان نہیں کہہ سکتا کہ خدا کا فعل عبث و بیکار ہے
جسمیں کوئی فائدہ ہو نہ کوئی حاصل ہو ماننا پڑیگا کہ خدا ئے تعالیٰ کا لڑکے کو
ڈاڑھی کی نعمت عطا فرمانا عظیم حکمت ہے جس سے مردانہ ہیئت آشکار
اور زنانہ شکل سے ممتاز ہو جاتا ہے اور یہ نعمت جو مسلسل آرہی ہے
اور انسان سرکش اسکو مسلسل کاٹتا منڈاتا اور صفا کرتا رہتا ہے وہ پے
در پے اپنے خدا سے برسر پیکار ہے اور اس قہار و جبار سے جنگ آزما
ہے اور نہیں سمجھتا اور نہیں ڈرتا کہ مبادا اس کفران نعمت سے
جسکو وہ اپنے چہرہ کا حسن سمجھتا ہے اور داڑھی کو چہرہ کی قباحت
خیال کرتا ہے کہیں وہ قادر مطلق مسخ نہ کر دے اگر کوئی یہ سوال
کرے کہ بلوغ کے وقت داڑھی کے علاوہ دوسری چیزیں بھی ظاہر
ہوتی ہیں تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ وہ باطنی حیثیت رکھتی ہیں ظاہر
ہیں جو چیز مرد و عورت میں فرق کرتی ہے وہ صرف چہرہ ہے

جو ہر وقت نمایاں رہتا ہے اور شناخت کا اعلیٰ ترین ذریعہ ہے
اس پر جو چیز ظاہر ہوئی وہ ضرور کوئی علت و سبب رکھتی ہوگی
آج کل کے تعلیم یافتہ جو دنیاوی علوم کے مقابلہ میں دینی علم
کی وقعت نہیں سمجھتے اور ہر چیز کو بغیر عقلی دلیل کے باور نہیں کرتے
وہ اسکا جواب دیں کہ مرد کے چہرہ پر وقت خاص میں علامت ظاہر
ہوئی اسکا کیا فلسفہ ہے؟ اور اسکے کیا فوائد ہیں یا بالکل مہمل و بیکار ہے
رہا یہ سوال زن و مرد کی شناخت چہرہ پر چند بالوں سے بھی
ہو سکتی ہے بلکہ فقط مونچھوں سے بھی ہو سکتی ہے لہذا ہم صرف مونچھیں
رکھے لیتے ہیں جس سے خدا کی غرض پوری ہو سکتی ہے اور
امتیاز ہو جاتا ہے پھر داڑھی منڈانے میں کیا حرج رہے گا۔
جواب یوں ہوگا کہ سوال اول تو اپنی جگہ پہ باقی رہا وہ یہ کہ اگر
مونچھوں سے یا بعض حصہ داڑھی کا رکھنے اور باقی کو منڈانے سے

خداوند عالم کی غرض پوری ہو جاتی تو وہ صرف مونچھیں ہی پیدا فرماتا چند بال ٹھڈی پہ جما دیا کرتا جو فرنچ کٹ ہو جاتی لیکن اس نے تو پورے چہرہ پہ بال پیدا فرمائے تو یہ کیوں پیدا فرمائے انکا پیدا کرنا عبث ہے یعنی معلوم ہوا یہ سب کچھ وسواس شیطانی ہیں جس قدر خدا نے پیدا فرمایا ہے وہ سب کی سب پرانہ حکمت ہے اور فوائد کثیرہ کو شامل ہے جس سائنس جدید نے بھی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ہاں ایک بات اور جواب طلب ہے کہ اگر یہ بات ہے کہ جتنے بال خدا چہرہ پہ پیدا فرماتا ہے ان کو ہاتھ بھی نہ لگانا چاہیئے اور ڈاڑھی مونچھوں کو انکے حال پہ چھوڑ دیا جائے اور انسان ریچھ کی شکل بنا رہے یا سکھوں کا ہم شکل بن جائے

جواب: تو سمجھنا چاہیئے کہ اس ارحم الرحمین نے انسان کو عقل بھی عطا فرمائی ہے اور زینت کا حکم بھی دیا ہے اور اس کے رسولؐ نے

ان کے حدود بھی بیان فرما دیئے ہیں کہ اس طرح مونچھوں کو سنوارو اور اس طرح داڑھی کی اصلاح کرو تاکہ تم ریچھ وغیرہ سے ممتاز ہو کر انسان کی حسین وجمیل صورت پر رہو۔ غور فرمایئے کہ حیوانات میں چونکہ عقل مکمل نہیں ہے وہ اپنی اصلاح خود نہیں کر سکتے تھے لہٰذا قدرت انکی خود اصلاح کرتی ہے اور ضرورت سے زیادہ نہیں بڑھنے دیتی ان کے معین حسن وجمال پر باقی رکھتی ہے۔

اب داڑھی منڈانے کی حرمت قرآن واحادیث سے بیان کی جاتی ہے یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں اور ان کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ لہٰذا اتماماً للحجۃ لکھا جاتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم کو خدا و رسولؐ کا حکم معلوم نہ تھا اور نہ کسی نے تفصیل سے بیان کیا۔

داڑھی منڈانا قرآن حکیم سے حرام ہے۔

پہلی آیت: خداوند عالم نے پانچویں پارہ سورہ النساء آیت ۱۱۹
میں ابلیس کے متعلق فرمایا ہے وقال لا تخذن من عبادک نصیبا
مفروضا و لاضلنهم و لامنینهم و لامرنهم فلیغیرن
خلق الله و من یتخذ الشیطان ولیا فقد خسر خسرانا مبینا
یعدهم و یمنیهم و ما یعدهم الشیطن الا غرورا اولئک
ماواهم جهنم و لا یجدون عنها محیصا ۵

یہ آیۂ کریمہ اس وقت کے متعلق ہے جبکہ شیطان نے حضرت
آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس مخالفت کی وجہ سے
مطرود و مردود ہو گیا اور حضرت آدم کی عداوت اس کے دل میں
پیدا ہوئی اور خود غیظ و غضب اس کا بڑھا اور آتش حسد شعلہ ور
ہوئی اور جرأت و دلیری کر کے بارگاہ الٰہی میں اپنی دشمنی اور تمام
سعی جو اولاد آدم کے اضلال میں اسکے امکان میں تھی اس ہے

بیان کر دی جس کا حاصل یہ ہے کہ شیطان نے کہا میں تیرے
بندوں میں سے ایک معین حصہ ضرور لے لوں گا یعنی کچھ تیرے
رہیں گے اور کچھ میرے ہو جائیں گے اور میں انہیں ضرور گمراہ کروں گا
اور ضرور امیدیں دلاؤں اور انہیں حکم دوں گا پس وہ میرے
حکم سے، چوپایوں کے کانوں کو شق کریں گے اور میں ضرور انہیں
دوسرا حکم دوں گا پس وہ ضرور خدا کی خلقت میں تغیر کریں گے
یعنی جو جبلت خدا نے بنائی ہے اسے بدل ڈالیں گے اور جو شخص
خدا کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنائے اس نے کھلا نقصان
اٹھایا وہ وعدہ اپنے کرلیتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے اور شیطان ان سے
وعدہ نہیں کرتا مگر وہ صرف دھوکہ ہی دھوکہ ہوتا ہے ان لوگوں کا
مقام جہنم ہے جس سے بھاگنے کی جگہ نہ پائیں گے یہاں دو امر قابل غور ہیں
اول وہ یہ کہ سیاق آیت بتا رہا ہے کہ تغیر خلق یعنی خدا کی خلقت

کو بدلنا حرام بلکہ شدید الحرام اور سخت حرام ہے اس لئے کہ شیطان کا مقصد اس مقام میں یہ ہے کہ خداوندا جیسا تو نے مجھے ترک سجود کے سبب سے مطرود کردیا تو مجھ سے بھی جہاں تک ممکن ہوگا انھیں انتہا درجہ کی ضلالت و گمراہی میں مبتلا کردوں گا اور یہ بات واضح ہے کہ جس قدر ضلالت زیادہ ہوگی اسی قدر حرمت بھی شدید ہوگی۔

دوم یہ کہ حلق لحیہ یعنی داڑھی منڈانا تغیر خلق کے عموم میں داخل بلکہ اس کی فرد اظہر ہے پس صاف نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اگر کہا جائے کہ ختنہ اور سر منڈانا اور داڑھی کتروانا اور ناخن ترشوانا اور اسکے امثال بھی تغیر کے عموم میں داخل ہیں لہذا وہ بھی حرام ہونے چاہئیں حالانکہ وہ مباح ہیں لہذا حلق لحیہ کو بھی مباح کہنا چاہیئے تو جواب اس طرح دیا جائیگا کہ یہاں مراد وہ تغیر ہے جو بغیر

اذن خدا ہوا اور امور مذکورہ کیلئے احادیث مرویہ سے اذن ثابت ہو گیا لہذا امور مذکورہ تغیر ممنوع میں داخل ہی نہیں بلکہ وہ اقسام داخل ہیں جن کیلئے اذن وارد نہیں ہوا اور حلق لحیہ انہیں میں سے ہے اور اگر تغیر کو اس مقام میں مباح وغیر مباح سے عام لیا جائے اور امور مذکورہ تغیر کے دیگر اقسام اسمیں داخل وشامل سمجھے جائیں تو دلیل جواز جو بجائے خود ثابت ہے انہیں خارج کر دے گی۔

خلاصہ یہ کہ تغیر کی جتنی قسمیں ایسی ہیں کہ شارع کی طرف سے انکے لئے اجازت حاصل ہو گئی ہو وہ سب مستثنے ہو جائینگی اور وہی تغیر مراد رہ جائے گی جو ممنوع وحرام اور جاہلیت کی بدعتوں میں ہے آیہ مذکور میں اگرچہ مفسرین نے اور بھی وجوہ لکھے ہیں اور بعض انمیں راجح بھی معلوم دیتے ہیں لیکن ریش تراشی کی حرمت کیلئے اسے دلیل قرار دینا بھی من حیث عموم اللفظ صحیح ہے اور اسی وجہ سے دیگر علمائے کرام نے

بھی داڑھی منڈانے کی حرمت کی ادلّہ میں اسے ذکر کیا ہے۔

دوسری آیت :- فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ (پارہ ۵ سورہ الروم آیت ۳۰) ہے یعنی اس فطرت کی پیروی کرو جس پر خدا نے پیدا کیا ہے خدا کی ساخت تبدیل نہیں ہو سکتی۔

ابن عباس کا قول ہے کہ اس میں جانوروں کے خصّی کرنے کی ممانعت مراد ہے۔ آیت کے الفاظ پر اگر نظر ڈالی جائے تو ہر طرح کی تغییر و تبدیلی کی نہی اس سے واضح ہو رہی ہے جو بغیر اذن شارع ہو اور داڑھی رکھنا موافق اس حدیث کے جو آئندہ مذکور ہو گی فطرت ہے۔ حضرت رسالتمآبؐ نے فرمایا "وهی الفطرۃ" اور داڑھی منڈانا خلاف فطرت ہے اور تغییر خلق تبدیل خلق ہے لہذا داڑھی رکھنا واجب اور منڈانا بسبب نہی کے حرام ہو گا۔ اسی سبب سے دیگر علماء نے

بھی اس آیت سے حلق لحیہ کی حرمت ثابت کی ہے جو تائید مطلب کے لئے کافی ہے۔

احادیث سے بھی داڑھی منڈانیکی حرمت ثابت ہے

اس باب میں علمائے کرام نے متعدد حدیثیں نقل فرمائی ہیں جن کے ملاحظہ کے بعد حکم حرمت آئینہ کی طرح ثابت و واضح ہو جاتا ہے ہم ان حدیثوں کو کئی قسم پر منقسم کرکے یہاں درج کرتے ہیں تاکہ حکم مذکور ناظرین کے اذہان میں اچھی طرح راسخ ہو جائے اور قلوب ان کے بالکل مطمئن ہو جائیں اور کسی طرح کا شک و شبہ ہمیں باقی نہ رہے۔

ریش ترا شی تشبیہ بہ یہود ہے

جناب شیخ حر عاملی نے وسائل الشیعہ میں اور محمد بن بابویہ قمی نے من لا یحضرہ الفقیہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ انھوں نے امام زین العابدینؑ سے اور انھوں نے حضرت امام حسینؑ سے نقل کیا ہے

کہ جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا :-

حفوا الشوارب واعفوا اللحی ولا تشبهوا بالیهود

یعنی مونچھوں کو کم کر دیا یہ کہ لب کے کنارے تک رکھو اور داڑھیوں

کو بڑھاؤ اور یہود سے تشبہ نہ کرو یعنی انکی سی صورت نہ بناؤ۔

یہ حکم روایات اہلسنت میں بھی باختلاف الفاظ موجود ہے۔ ایک

روایت زاد المعاد ابن قیم میں اس طرح ہے۔ جزوا الشوارب

وارخوا اللحی دوسری روایت اسی کتاب میں صحیح مسلم سے لکھی ہے

قال رسول اللہ قصوا الشوارب وارخوا اللحی خالفوا

المجوس تیسری روایت صحیحین سے نقل کی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اس

زمانے میں یہود بھی مجوس کیطرح مونچھیں بڑھاتے اور داڑھیاں

منڈاتے تھے لہذا ان کی مشابہت کو منع فرمایا ہے۔

اس حدیث میں داڑھی رکھنے کا حکم بہ صیغہ امر ہے اور امر کا

صیغہ حقیقتاً وجوب پر دلالت کرتا ہے اور ترک واجب حرام ہے
جس سے صاف واضح ہے کہ داڑھی منڈانا حرام ہے اگر یہ خیال کیا جائے کہ

۱؎ مجمع البحرین میں ہے۔ واعفوا اللحی ھو بقطع الھمزۃ ای وفروا ھا وقیل واعفیت لغتان ورویٰ ارخوا بقطع الھمزۃ والخاء المعجمۃ ورویٰ ارجوا بالجیم واصلہ ارجئوا بھمزۃ مخففۃ بمعنیٰ اخروا ھا ومعنی الکل ترکھا علیٰ حالھا اما الاخذ من طولھا وعرضھا للتحسین فحسن۔ ۱۲

۲؎ مونچھوں کو کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ۔ ۱۲

۳؎ مونچھیں کترواؤ اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ ۱۲

۴؎ جناب رسالت مآب سے مروی ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مونچھیں کترواؤ۔ ۱۲

حدیث میں برابر دو امر ذکر ہیں ایک حف شوارب یعنی مونچھوں

کے کم کرنے سے متعلق ہے اور دوسرا اعفاء لحی یعنی داڑھی رکھنے سے اور پہلا امر وجوبی نہیں ہے لہذا قرینہ بتاتا ہے کہ دوسرا امر بھی وجوب کیلئے نہیں ہے اور اس سے ظاہر ہوا کہ حلق لحیہ حرام نہیں ہے۔

جواب:۔ اسکا اولاً یہ ہے کہ ہم پہلے امر کو بھی فی الجملہ وجوبی لیتے ہیں اسلئے کہ من لا یحضر میں روایت ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے فرمایا ہے لا یطولن احدکم شاربہ کوئی شخص اپنی مونچھوں کو ہرگز نہ بڑھائے ثانیاً اگر تسلیم کر لیا جائے کہ پہلا امر دلیل خاص کے سبب سے وجوب کیلئے نہیں ہے تو اسکی وجہ سے دوسرا امر اپنے حقیقی معنی سے خارج نہ ہوگا اور جسطرح وجوب میں حقیقت تھا اسیطرح وجوب پر باقی رہیگا اسکی شاہد ایسی حدیثیں موجود ہیں جہاں واجب اور مستحب ایک سلسلہ میں مذکور ہوئے ہیں اور واجب کے وجوب پر کوئی اثر نہیں پڑا چنانچہ تہذیب الاحکام میں ہے کہ سماعہ نے حضرت امام جعفر صادقؑ

سے روایت کی ہے کہ حضرت سے غسل جمعہ کا حکم دریافت کیا گیا فرمایا سفر ہو یا حضر غسل واجب ہے اور فرمایا کہ غسل جنابت واجب ہے اور غسل حیض واجب ہے اور غسل استحاضہ واجب ہے اس کے بعد غسل نفاس اور غسل مولود کو واجب فرمایا اور فرمایا کہ غسل میت واجب ہے الحدیث جناب شیخ الطائفہ نے حدیث نقل کر کے فرمایا کہ کسی کو یہ کہنے کی مجال نہیں ہے کہ اس خبر سے استدلال اسلئے درست نہیں کہ اسمیں وہ اغسال موجود ہیں جو بالاتفاق سنت ہیں لہذا غسل جنابت وغیرہ کا وجوب اس سے ثابت نہیں ہو سکتا اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ہم یہ کہیں گے کہ اگر ظاہر حدیث پر اکتفا کریں تو ہمیں کہنا پڑے گا کہ یہ سب اغسال واجب ہیں مگر کیا کریں کہ وہ اخبار مانع ہیں جن میں بیان ہے کہ غسل جمعہ اور غسل مولود واجب نہیں ہیں غرضکہ اسی طرح حف شوارب کے سنت ہونے سے داڑھی منڈانے کی حرمت میں کوئی خلل نہ ہوگا۔

اسی طرح شارح کبیر نے احکام بیر میں فرمایا ہے۔

والاشتمال علی ما لا یقول بہ احد غیر قادح

فی التمسک بہ سیما بعد اشتہار العمل بمضمونہ

یعنی حدیث میں ایسی چیز کا مندرج ہونا جسکا کوئی قائل نہیں حدیث

کی حجیت میں قادح نہیں ہے اور جو دوسرا حکم اسمیں مذکور ہے اس سے

تمسک صحیح رہ سکتا ہے خصوصا جب اس حدیث کے مضمون پر عمل علما

شہرت کی حد تک پہونچ گیا ہو اور نیز اس حدیث کا ذکر کرکے

جسمیں بیت الخلاء کے احکام ہیں استقبال قبلہ کی حرمت کے ساتھ

بعض مکروہات بھی مذکور ہوگئے ہیں فرمایا ہے واشتمالہ بعضہا

علے بعض المکروہات غیر ضائر وان ھو الا کالعام

المخصص سیما بعد ملاحظۃ ما ذکرنا یعنی بعض روایات

کا بعض مکروہات پر مشتمل ہونا کچھ مضر نہیں ہے اسلئے کہ یہ صورت مثل

اس عام کے ہے جس کی تخصیص ہو گئی ہو یعنی جس طرح عام میں تخصیص کے بعد جو باقی رہ جائے حجت ہوا کرتا ہے اسی طرح یہاں بھی مکروہ ثابت الکراہت سے قطع نظر کر کے باقی کی حجیت میں خلل نہ ہوگا اور اس مطلب کیلئے آیہ کریمہ اقیموا الصلوٰۃ وآتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین ۔ واضح دلیل اور عمدہ شاہد موجود ہے کہ صلوٰۃ زکوٰۃ کے متعلق امر وجوبی ہے اور نماز جماعت کیلئے استحبابی خلاصہ یہ کہ اگر مونچھوں کا کم کرنا واجب نہ بھی ہو تو بھی داڑھی رکھنے کا وجوب اور داڑھی منڈانے کی حرمت بلے دغدغہ قابل تسلیم ہوگی خصوصاً جب کہ دیگر اخبار و احادیث اسکی مؤید موجود ہیں۔

ریش تراشی طریقہ مجوس ہے

فی الوسائل نقلا عن معانی الاخبار عن الحسین بن ابراهیم المکتب عن محمد بن جعفر الاسدی

عن موسیٰ بن عمران النخعی عن عمہ الحسین بن
یزید عن علی بن غراب عن جعفر بن محمد عن ابیہ
عن جدہ قال قال رسول اللہ حفوا الشوارب و
اعفوا اللحی ولا تشبہوا بالمجوس ۔ اس حدیث کے متعلق
کسی جدید بیان کی ضرورت نہیں ۔ حدیث سابق میں جو کچھ بیان
ہوا وہی یہاں کے لئے کافی ہے ۔

من لا یحضرہ الفقیہ میں صدوق علیہ الرحمہ نے اور وسائل میں
شیخ حر عاملی نے لکھا ہے ۔ قال رسول اللہ ان المجوس
جزوا لحاھم ووفروا شواربھم وانا نحن نجز الشوارب
ونعفی اللحی وھی الفطرۃ ۔ یعنی جناب رسالتماب نے فرمایا
کہ مجوس نے اپنی داڑھیوں کو قطع کیا اور مونچھوں کو بڑھایا اور
ہم مونچھوں کو قطع کرتے ہیں اور داڑھیاں رکھتے ہیں ۔ اور یہی

فطرت ہے اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ ریش تراشی فطرت کے

خلاف ہے اور طریقہ حضرات معصومین کے مخالف اور قوم مجوس کی

بدعیہ نا مرضیہ ہے جس سے ہر مومن و مسلم کو اجتناب اور طریقہ رسالتمآب

کی پیروی لازم ہے۔

ریش تراشی قوم لوط کی ان دس باتوں میں محسوب

ہے جن کے سبب وہ معذب و ہلاک ہوئے!

آقا ملا حسین نوری طبری نے استدراک الوسائل میں نقل کیا ہے۔

فی الجامع الصغیر اخرجہ ابن عساکر عن حسن بن علی

عن النبی انہ قال عشر خصال عملھا قوم لوط وبھا ھلکوا

وتزیدھا امتی بخلۃ اتیان الرجال الی قال وقص

اللحیۃ وطول الشارب یعنی حضرت امام حسن نے فرمایا کہ

جناب رسالتمآبؐ نے ارشاد فرمایا کہ دس باتیں ہیں جن پر قوم لوطؑ کا عمل درآمد تھا اور انھیں کے سبب سے وہ بہ عذاب الہٰی ہلاک ہو گئے اور میری امت ایک بات کا اضافہ کر دے گی۔ اس کے بعد ان خصلتوں کا شمار فرمایا اور لواطہ کا ذکر کر کے ریش تراشی اور مونچھوں کا بڑھانا بھی انھیں میں ذکر کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو خصلتیں قوم لوط پر نزول عذاب کا باعث ہوئیں ریش تراشی بھی انھیں شامل تھی اور یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ فعل مکروہ پر عذاب نازل نہیں ہوتا جس سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حلق لحیہ ریش تراشی فعل حرام ہے حلق لحیہ مثلہ ہے :- نقلا عن الجعفریات اخبرنا عبد اللہ محمد حدثنی موسیٰ المبرقع حدیثاً ابی عن ابیہ عن جدہ جعفر بن محمد عن ابیہ عن جدہ علی بن الحسین عن ابیہ عن علی بن ابیطالب علیہم السلام قال قال رسول اللہ

حلق اللحیہ من المثلہ ومن مثل فعلیہ لعنۃ اللہ ۔ یعنی عبداللہ نے محمد سے اور انھوں نے موسیٰ برقی سے روایت کی ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے پدر بزرگوار امام محمد تقی علیہ السلام نے بیان کیا اور ان سے حضرت امام رضا علیہ السلام نے اور ان سے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے بیان کیا اور ان سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اور ان سے جناب امام محمد باقر نے اور ان سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے اور ان سے جناب امام حسین نے اور ان سے جناب امیر المومنین نے بیان فرمایا ہے کہ جناب رسالتماب نے ارشاد فرمایا کہ داڑھی منڈانا مثلہ ہے اور جو مثلہ کرے اس پر خدا کی لعنت ۔ مثلہ کے معنی ناک کان وغیرہ کاٹنے کے ہیں اور مثلہ اس قدر مذموم فعل ہے کہ حضرت امیر المومنین نے واقعہ ضربت کے بعد جناب امام حسن سے وصیت کی تھی کہ بیٹا ابن ملجم

کو مثلہ نہ کرنا اس لئے کہ جناب رسول خدا نے منع فرمایا ہے اگرچہ سگ گزندہ کے حق میں بھی ہو

اب ذرا داڑھی منڈانے والے حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ جناب رسالتمآب نے ریش تراشی کے حق میں کیا کلمہ ارشاد فرمایا ہے اور جو دیگر نو معصوموں کی زبان اقدس پر جاری ہوتا ہوا شہ نشین کے کانوں تک پہنچایا گیا ہے اور غور کریں کہ اس بارگاہ اقدس میں وہ کس نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ عبرت۔ عبرت۔

ریش تراشی گروہ رسولؐ سے خارج ہے

مستدرک میں عراقی آلکیاتی سے نقل کیا ہے روی حماد بن زید عن مجالد عن الشعبی عن جابر قال قال رسول اللہ لیس منا من سلق ولا خرق ولا حلق قال فی شرح الحدیث والحلق حلق اللحیہ۔ یعنی جناب رسالتمآب نے فرمایا

کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو سخت زبانی کرے یعنی لوگوں کو زبان سے ایذا پہونچائے اور نہ وہ جو کج خلقی کرے اور نہ وہ جو داڑھی منڈائے اس سے واضح ہوتا ہے کہ ریش تراشی کا عامل جناب رسالت مآبؐ کے پاک گروہ سے خارج ہے اور سابقاً معلوم ہوا کہ وہ مجوس و یہود کا پیرو ہے پناہ خدا۔

ڈاڑھی کی دیت دی جاتی ہے

وسائل اور من لا یحضر میں منقول ہے قضی امیر المومنین علیہ السلام فی اللحیۃ اذا حلقت الدیۃ کاملۃ۔ یعنی داڑھی اگر منڈا ڈالی جائے تو اس کے باب میں جناب امیر المومنین نے حکم فرمایا کہ پوری دیت دلوائی جائے گی۔ اس سے ظاہر ہے کہ داڑھی کا حکم جان کے حکم کے برابر ہے اور جو قتل نفس کی دیت ہے وہی داڑھی کی بھی ہے۔ استاد علام جناب مفتی سید محمد عباس

صاحب قبلہ شوستری طاب ثراہ نے اس سے ڈاڑھی منڈانے
کی حرمت ایک مقام پر اس طرح ثابت کی ہے کہ شارع ع
علیہ السلام نے حلق لحیہ (ریش تراشی) میں دیت قرار دی
ہے اور جس فعل کے سبب سے دیت دینی پڑتی ہے در صورت
تعمد ہمیشہ حرام ہوا کرتا ہے پس اگر اس کا وقوع کسی غیر کے
فعل سے ہو تو حرام ہونے میں کچھ شک نہیں اور اگر فعل اپنے سے
ہو تو بھی ظاہر یہی ہے کہ حرام ہوگا۔ اس لئے کہ یہ بات
واضح ہے کہ خودکشی یا مثلاً عمداً اپنا ہاتھ یا پاؤں کاٹ ڈالنا
یا دیدہ و دانستہ اپنی آنکھ پھوڑ لینا یقیناً فعل حرام ہے لہذا
ڈاڑھی بھی اس حکم میں داخل ہوگی اور یہ قیاس نہیں ہے
جس میں تامل کیا جائے بلکہ جب حرمت کی جہت معلوم ہو گئی
تو وہ جہت جہاں پائی جائے گی حرمت کا حکم بھی وہاں جاری

ہو جائے گا اور یہ خیال کرنا کہ ہمیں اپنے جسم اور مال میں اختیار ہے جو چاہیں کر سکتے ہیں غلط ہے کیونکہ اپنے جسم اور مال میں بھی انسان وہی تصرف کر سکتا ہے جس کی عام یا خاص طور پر شریعت نے اجازت دی ہے اور اسی وجہ سے اپنے مال میں اسراف حرام ہے اور اگر کوئی شک کرے کہ اس بنا پر اپنا سر منڈانا بھی حرام ہونا چاہیئے اس لیئے کہ اسمیں بھی دیت مقرر ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ دلیل خاص نے اس کا جائز ہونا ثابت کر دیا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو قاعدہ مذکورہ کے موافق ہم اسے بھی حرام کہتے ہیں انتہے ملخصاً۔ بہر طور واضح ہو گیا کہ جس طرح دوسرے کی داڑھی مونڈ ڈالنا حرام ہے اسی طرح خود اپنی داڑھی مونڈنا یا منڈانا بھی حرام ہے۔ فرق اتنا ہے کہ فعل غیر میں دیت بھی لازم ہوگی اور فعل بھی حرام ہوگا اور اپنے

فعل غیر میں دیت نہ ہو گی لیکن فعل ضرور حرام ہو گا۔

ریش تراشی سبب مسخ ہے

کافی اور وسائل میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے کہ ایک مقام پر جری اور مار ماہی (مچھلی کی قسمیں) اور زنار فروشوں کو سزا دیتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں اے مسوخات بنی اسرائیل کے بیچنے والو اور اے لشکر بنی مروان۔ یہ سن کر فرات ابن احنف کھڑے ہو گئے عرض کی کہ اس سے کون لوگ مراد ہیں۔ حضرت نے جواب میں فرمایا کہ ایک قوم نے اپنی داڑھیاں منڈوائیں اور مونچھوں کو تاؤ دیئے پس وہ مسخ کر دیئے گئے اس حدیث سے بقول حضرت امیر المومنین علیہ السلام ریش تراشی سبب مسخ قرار پاتا ہے اور مسخ کر دینا بغیر گناہ نہیں ہوا کرتا جس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانا حرام ہے بلکہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے۔

ریش تراشی سے جناب رسول خدا کی روگردانی

مستدرک میں لکھا ہے کہ کسریٰ کے نامہ بر جب ڈاڑھیاں منڈائے

رسول کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا کہ مجھے

میرے رب نے مونچھیں کتروانے اور داڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔

مذکورہ دلیلوں میں سے ہر ایک دلیل حرمت کے ثبوت کے لئے

کافی ہے چہ جائیکہ اتنی دلیلیں جن میں آیات قرآنی بھی ہیں اور

احادیث صحیحہ بھی ہیں اور ان کا کوئی معارض بھی نہیں ہے اور

اخبار مذکورہ کو ضعیف خیال کر کے اس پر عمل کرنا

شاہد کا محتاج ہے اور شاہد موجود نہیں لہذا کوئی عقلمند اسکی

حرمت سے انکار نہیں کر سکتا۔

بالفرض اگر داڑھی منڈانا جائز ہوتا تو کوئی حدیث کسی معصوم سے

کہیں تو اجازت کی ملتی یا حضرات معصومین انبیا و رسل و ائمہ علیہم السلام میں سے کسی نے تو کسی وقت (معاذ اللہ) داڑھی منڈائی ہوتی جسطرح بعض مکروہات پر عمل بوجہ بیان کر کے بتلایا ہے کہ یہ جائز ہے۔ خیر انکے مراتب تو بہت بلند ہیں ان بزرگوں کے اصحاب خاص بلکہ علماء متبعین و دیگر پابند مذہب کی کوئی مثال پیش کر دے کہ اس نے داڑھی منڈائی ہو بلکہ کسی مجتہد جامع الشرائط نے جواز کا فتویٰ دیا ہو تو وہ پیش کرے انکے علاوہ علماء کرام کے فتاویٰ پر نظر کی جائے تو ہر طرف متفق اللفظ حرمت کا فتویٰ ملیگا۔

جسطرح جناب شیخ حر عاملی نے ہدایہ اور وسائل میں شیخ یوسف بحرانی نے حدائق میں آخوند مجلسی علیہ الرحمۃ نے حلیۃ المتقین میں ملا محمد تقی علامہ مجلسی نے روضۃ المتقین میں شیخ جعفر نجفی نے کشف الغطا میں محقق نے معارج الاصول میں شیخ مرتضیٰ شوشتری اور صاحب جواہر خلیل طہرانی اور سرکار میرزا محمد حسن شیرازی اور سید محمد کاظم طباطبائی نے مجمع المسائل اور اسکے حواشی میں نیز دیگر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں سب نے حرمت کا فتویٰ دیا ہے

آقائے سید محسن صدر نے فرمایا۔ ہر کہ فرماید حلق لحیہ حرام نیست یا سواد علمی ندارد یا اظہار فضیلت می خواہد یعنی جو کہتا ہے کہ داڑھی مونڈنا حرام نہیں ہے وہ یا علمی قابلیت نہیں رکھتا یا اپنی فضیلت کا اظہار کرنا چاہتا ہے

فاضل قاسانی نے مفاتیح میں فرمایا ہے کہ جن افعال کا گناہ اور معصیت ہونا نص سے ثابت ہے داڑھی منڈانا بھی انہیں گناہوں میں شامل ہے بعض علماء نے اجماع کا ذکر کیا ہے جو ممکن ہے بلکہ متقدمین اور متاخرین میں کوئی معتبر عالم ایسا معلوم نہیں ہوتا جس نے صاف طریقہ سے داڑھی منڈانے کی اجازت دی ہو شہید علیہ الرحمہ نے قواعد کے باب الخنثیٰ میں لکھا ہے الخنثی المشکل لا یجوز لہ حلق لحیتہ ان وجدت یعنی خنثی المشکل اگر صاحب ریش ہو جائے تو اس کو بھی منڈانا چاہیے نہیں اس لئے کہ ممکن ہے کہ وہ مرد ہو اس سے معلوم ہوا کہ داڑھی منڈانے کی حرمت مان لینا یہ حکم ہے کہ محض احتمال رجولیت کی صورت میں بھی توسعی ہے پس جن لوگوں کا مرد ہونا یقینی ہے ان کے لئے حکم حرمت بطریق اولیٰ ثابت ہو گا۔

تنبیہ: گناہ اگر چھوٹے سے چھوٹا بھی ہو چونکہ خدائے تعالیٰ کی

مخالفت ہے وہ بھی عظیم ہے اور اس لئے بعض اہل علم ہر گناہ کو گناہ کبیرہ تصور کرتے ہیں لیکن جو معاصی درحقیقت کبیرہ ہیں ان کا عمل میں لانا درحقیقت سخت گناہ ہے اور صغائر پر مصر ہونا اور بیدھڑک ان کا مرتکب ہوتے رہنا بھی بالاتفاق کبائر میں داخل ہو جاتا ہے اور کبائر کا مرتکب و صغائر پہ اصرار کرنے والا شارع کی نظر میں فاسق ہے عدالت ساقط ہو جاتی ہے گواہی مقبول نہیں ہوتی اور تجاہر بالفسوق یعنی بے پردہ و بے حجاب گناہ کرنا اور کھلم کھلا معصیت بجالانا بدترین معاصی ہے یہاں تک کہ ایسے شخص کی غیبت بھی جائز ہو جاتی ہے اور سبب اس کا یہ ہے کہ جب بندے نے اسلام کی ہتک و حرمت اور ناموس شریعت کی پردہ دری کی تو شریعت نے بھی اسکی پردہ پوشی سے دست برداری کر لی اور اس کی معصیت کا لوگوں کے سامنے بیان کر دینا اور اس کے گناہ کا ظاہر کر دینا جائز کر دیا۔

ریش تراشی لوگوں کیلئے شرم کا مقام ہے کہ وہ متجاہر بالفسق (بے پردہ گناہ کرنے والا) گروہ کے افراد میں شامل ہو کر دین حق

کی عزت برباد کرتے ہیں اور تجاہر بالفسق کی بدترین افراد میں شامل ہوتے ہیں اس لئے کہ دوسرے معاصی تو ظاہر کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں اور یہ ایسا گناہ ہے جو چھپائے بھی نہیں چھپ سکتا جب سامنا ہوگا چہرہ پر نظر پڑتے ہی معلوم ہو جائے گا کہ یہ شخص دین اسلام سے روگرداں اور شریعت کی پابندی سے روگرداں ہے ان لوگوں کو اگر حضرات معصومین کی بارگاہ میں حاضری کی تمنا ہے تو کم از کم اتنا تو سوچیں کہ ہم کیا منہ لیکر جاتے ہیں اور کیا صورت ان حضرات کو دکھائیں گے اس سے بھی بالاتر یہ بات ہے کہ ریش تراشی ایک قسم کا خدا سے مقابلہ ہے کہ خدا تو جابجا داڑھی پیدا کرتا ہے اور بندہ ہر مرتبہ اس کے مونڈنے منڈانے پر آمادہ رہتا ہے گویا خدا کے اس مصلحت آمیز فعل کو یہ شخص نامناسب و ناموزوں اور خلاف مصلحت سمجھتا ہے اعاذنا اللہ من ذالک بحق محمد و آلہ الکرام۔

اب ہم آخر میں ریش تراشی کے معائب یکجا کر کے لکھے دیتے

ہیں تاکہ ناظرین پر اس کا اثر ظاہر ہو اور وہ خدا سے ڈریں۔

ڈاڑھی منڈانے میں چودہ الزام

(۱) حنفیت کی مخالفت (۲) فطرت کی مخالفت (۳) یہود سے تشبیہ (۴) مجوس سے تشبیہ (۵) عورتوں سے تشبیہ (۶) قوم لوط سے تشبیہ (۷) مثلہ (۸) لعنت خدا کا عائد ہونا (۹) رسول کریم سے جدائی (۱۰) مسخ ہو جانے کا اندیشہ (۱۱) رسول خدا کی روگردانی (۱۲) ویل کا استحقاق (۱۳) تجاہر بالفسوق (۱۴) حکم خدا کا مقابلہ۔ یہ سب بیانات سابقہ کا خلاصہ ہے۔

سوال:۔ ڈاڑھی کی حد بیان فرمایئے

جواب:۔ منڈانا اور اس قدر کتروانا کہ مثل منڈانے کے ہو جائے حرام ہے اور ایک قبضہ سے بڑھانا ممنوع ہے اور قبضہ سے کم رکھنا یہاں تک کہ عرفاً صدق ہوتا ہو جائز ہے اور اقل مقدار سے زائد قبضے کی حد تک سنت ہے اور بغیر قصد اصلاح نہ کتروانا اولیٰ ہے۔ واللہ اعلم

سوال:۔ بعض مقام سے منڈانا جس طرح ٹھڈی پر

منڈاتے ہیں اور قلمیں باقی رکھتے ہیں یا بالعکس جائز ہے یا نہیں

جواب ۔ یہ بھی ناجائز ہے اس لئے کہ حلق لحیہ میں کل اور بعض کی قید نہیں مطلقاً حرام ہے البتہ رخسار اور لب زیریں کے نیچے کے بال مستثنیٰ ہیں جعفریات میں ہے کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔

لیاخذ احدکم من شعر صدغیہ ومن عارض لحیہ

یعنی کنپٹیوں اور رخساروں کے بال صاف کرو اور دعائم الاسلام میں جناب امیر سے مروی ہے خذ من شعر صدغین و من عارض اللحیہ وما جاوز العنفقہ من مقدمہا ۔ یعنی کنپٹیوں اور رخساروں کے بال جو گردن سے تجاوز کر گئے ہوں ان کو صاف کرو۔

ڈاڑھی منڈانے کے قبائح معلوم ہونے کے بعد اسی کے ذیل میں یہ بات بھی سمجھنا چاہیئے کہ خدائے پاک چونکہ خود جمیل ہے و جمال و زینت کو بہت پسند کرتا ہے جس طرح اس نے جانوروں میں نر کو جوان ہونے پر رنگہائے رنگا رنگ اور نقشہائے گوناگوں سے آراستہ فرمایا اسی طرح انسان جب شباب کی منزل

پر پہنچتا ہے تو مردوں کے چہروں کو داڑھی سے زینت بخشی
اور قسم قسم کے نباتات اگائے جس سے وہ اپنے جسم کی پوشاک
بنائے سورۃ الاعراف آیت ۲۶ میں ارشاد ہوا۔ یا بنی آدم
قد انزلنا علیکم لباساً یواری سوآتکم وریشا
اے آدم کی اولاد ہم نے تمہارے اوپر لباس اتارا جو تمہارے ستر کو
چھپاتا ہے اور زینت کی چیزیں نازل فرمائیں یعنی ایسی ایسی اشیاء
پیدا کردیں جن کے ذریعہ اپنی عقل و ذہانت کے ساتھ قسم قسم
کے لباس بناؤ اور مال و متاع عطا فرمائے جس سے تم اپنے کو مزین
کرو خاص کر جب اس کے دربار میں حاضری دینا ہو یعنی نماز کیلئے
آمادہ ہو تو ضروری لباس کے ساتھ اپنے کو مزید آراستہ و پیراستہ
کرنا اور خوشبو لگانا عمامہ اور عبا وغیرہ سے ملبوس ہونا سنت قرار دیا
اور اسی سورۃ الاعراف آیت ۳۱ میں مزید تاکید فرمائی یٰبنی آدم
خذوا زینتکم عند کل مسجد الخ اے آدم کی اولاد ہر نماز
کے وقت بن سنور کر نکھر جایا کرو چنانچہ امام حسن علیہ السلام جب
نماز کیلئے تیار ہوتے تو بہت نفیس کپڑے زیب تن فرماتے اگر کوئی

پوچھا تو فرمائے اللہ جمیل یحب الجمال یعنی خدائے تعالیٰ
جمیل ہے جو جمال کو پسند فرماتا ہے بننا سنورنا اگرچہ فطرت انسانی میں
داخل ہے ہر ایک کا دل چاہتا ہے کہ میں صاف ستھرا رہوں۔
باوجود اس کے خداوند عالم نے کپڑا پہننے نہانے دھونے کنگھی
کرنے وغیرہ کے طریقے بھی تعلیم فرمائے مزید ترغیب کے لئے ہر
عمل پر ثواب و اجر بھی بیان فرمایا ہے جن کی طویل فہرست ہے
ان میں چند کا ذکر کیا جاتا ہے ان احکام دینی میں یہ راز بھی مضمر
ہے کہ انسان اپنے جسم کیلئے بھی مطلق العنان نہیں ہے جس نے اسکو
پیدا کیا اسی کے حکم کے مطابق اس کے حرکات و سکنات ہوں اور اسی
کے منشا کے مطابق لباس و زینت ہو چنانچہ کم از کم ہر جمعرات یا
جمعہ کو سر ڈاڑھی وغیرہ کے بالوں کی اصلاح کرے ضرورت ہو
یا نہ ہو جمعہ کے دن غسل وغیرہ کرے لباس فاخرہ پہنے لیکن بالوں
اور ڈاڑھی کی اصلاح بھی مطابق حکم خدا ہو۔ لباس کی وضع قطع
مطابق حکم پروردگار ہو تو جسم و روح کی فرحت و صحت کے
ساتھ آخرت کا اجر بھی سماعت فرمائیں حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے منقول ہے کہ غسل جمعہ پاکیزہ کرنے والا ہے اور ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

غسل کے وقت دعا پڑھے جو وظائف کی کتب میں مذکور ہے

لباس کے متعلق۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جس وقت خداوند عالم کوئی نعمت اپنے بندہ کو دیتا ہے اگر اس نعمت کا اثر اس شخص پر ظاہر ہوگا تو اس کو خدا کا دوست کہیں گے وہ اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرنے والا قرار پائے گا اور اگر نہ ہوگا تو خدا کا دشمن اور اسکی نعمت کا جھٹلانے والا ہوگا لیکن مردوں کو خالص ریشم کا اور سونے سے بنا ہوا لباس پہننا حرام ہے بلکہ سونے کی ہر چیز پہننا حرام ہے البتہ عورتوں کے لئے جائز ہے اسی طرح مردوں کو عورتوں کا لباس اور عورتوں کو مردوں کا مخصوص لباس پہننا حرام ہے اسی طرح کافروں کا مخصوص لباس مومنین کو پہننا حرام ہے۔ حضرت جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خداوند عالم نے ایک پیغمبر کو وحی

بھیجی کہ مومنوں سے کہہ دو کہ میرے دشمن کی پوشاک نہ پہنیں میرے دشمنوں کا کھانا نہ کھائیں میرے دشمنوں کا طریقہ اختیار نہ کریں کہ یہ بھی انھیں کے مانند ہوں گے اور پاجامہ کو کھڑے ہو کر نہ پہننا چاہیئے کیونکہ روایت میں ہے کہ تین دن تک اسکی حاجت پوری نہیں ہوتی اس طرح پاجامہ کھڑے ہو کر پہننا غم والم کا باعث ہوتا ہے نیز امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے تو کہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سب آفتوں سے نجات پائے گا اور جب تک اس کپڑے کا تار باقی رہے زمانہ خوشی سے گذرے گا اور جب لباس اتارو تو بسم اللہ کہو تا کہ جنات سے محفوظ رہے کپڑے کا عمدہ رنگ سفید ہے پھر زرد پھر سبز پھر گلابی اور سوائے عمامہ وعبا موزہ کے سیاہ لباس مکروہ ہے جوتا بھی سیاہ نہ ہو کہ اندوہ وغم کا سبب ہوتا ہے جوتے کا عمدہ رنگ زرد ہے ازاں بعد سفید ہے

منجملہ ان اعمال کے جن سے روگردانی کی گئی ہے علی الخصوص

ہندوستان اور پاکستان کے مومنین اکثر غافل اور اس کے
احکام سے جہالت میں رہتے ہیں وہ خمس ہے جو بعنوان حق
حکومت ہے بنص صریح قرآن سے تین حکومتیں ظاہر ہیں جو
آیت ولایت انما ولیکم اللہ الخ سے ثابت اور تسلیم شدہ ہیں
چنانچہ خمس میں بھی بلحاظ حکومت تین کا حصہ جدا جدا بیان کیا
گیا ہے ملاحظہ ہو آیہ مبارکہ۔ واعلموا انما غنمتم من شی
فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی والیتمی وا
لمساکین وابن السبیل ان کنتم امنتم باللہ وما
انزلنا علی عبدنا یوم الفرقان یوم التقی الجمعن واللہ
علی کل شئی قدیر۔ سورۂ انفال پارہ ۱۰ رکوع آیت ۴۱۔

یعنی جان لو کہ تم جو فائدہ حاصل کرو پس اسمیں سے پانچواں
حصہ مخصوص اللہ کا ہے اور خاص رسول کا ہے اور خاص
ذوی القربیٰ کا یعنی امام وقت کا ہے اور باقی آل محمد کے یتیموں
اور مسکینوں اور مسافروں کا ہے۔ اگر تم خدا پر اور اس غیبی
امداد پر ایمان لا چکے ہو جو ہم نے اپنے بندہ پر فیصلہ کے دن

(جنگ بدر میں) نازل کی تھی۔ جس دن دو جماعتیں (مسلمانوں اور کافروں) کی آپس میں گتھ گئیں تھیں۔

آیت کے ظاہری الفاظ بتا رہے ہیں کہ اگر اللہ پر اور اس کی غیبی مدد پر ایمان ہے تو خمس ادا کرنا لازم ہے اور واجب ہے اور جس کے ایمان اور اعتقاد میں ضعف ہے وہ خمس کیطرف متوجہ نہ ہوگا۔ اس کا اہل بیت علیہم السلام سے محبت کا دعویٰ غلط ہوگا۔

ہمارے علمائے کرام نے اس کی حقیقت یوں ارشاد فرمائی ہے

الخمس وهو من الفرائض قد جعلها الله تعالى لمحمد و ذريته عوضاً من الزكوٰة اكراما لهم ومن منع منه درهماً او ادخل كان من الظالمين لهم والغاصبين لحقهم بل من كان مستحلا لذا كان من الكافرين۔ یعنی خمس فرائض میں سے ہے اور خدا نے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی ذریت کے لئے قرار دیا ہے۔ زکوٰۃ کے عوض میں ان کی عزت واحترام کے

لحاظ سے جو اس سے ایک درہم بھی منع کرے یا حلال سمجھے وہ ان کے دشمنوں میں داخل اور ان کے حق غصب کرنے والوں میں شامل ہوگا اور جو اس کو حلال سمجھے (یعنی خمس کا منکر ہو جائے) وہ کافرین میں ہو جائے گا نیز حدیث شریف میں عن ابی جعفر علیہ السلام لا یحل لاحد ان یشتری من الخمس شیئاً حتی یصل الینا حقنا یعنی امام محمد باقر علیہ السلام سے منقول ہے کہ کسی کو جائز نہیں کہ وہ خمس سے کچھ خریدے جب تک کہ ہمارا حق ہم کو نہ پہنچادے۔ ازیں قبل بہت احادیث ہیں جن میں نہ دینے کا عذاب اور دینے پر اجر عظیم اور متعدد بیت عبادت کی بشارت دی گئی ہے گنجائش نہ ہونے کے سبب نہ لکھا جا سکا اب یہ سمجھنا چاہیے کہ کس طرح خمس نکالے۔

خمس کے نکالنے کی دو صورتیں ہیں

۱۔ اسلامی مہینوں کے حساب جس دن وہ برسرکار ہو یا دیر ہو تو کوئی تاریخ معین کر لے سال گذرنے پر جب وہ تاریخ آئے تو اپنی آمد و خرچ کا حساب کرے جو بچے اس کا پانچواں حصہ

نکالے اور اس کو چھ حصوں پر تقسیم کرنے۔ پہلے تین حصے خدا
کا رسول کا امام کا ہے تینوں حصے مجتہد جامع الشرائط بلکہ اپنے مقلد
کے حوالے کرے اور باقی تین حصے از خود سادات مستحقین پر تقسیم
کر سکتا ہے اور وہ بھی کسی عالم معتبر کو دیدے کہ وہ مستحقین کو
پہنچا دے تو زیادہ مناسب ہے۔

دوسرا طریقہ:۔ تاریخ معین سال کے بعد جب آمد
اپنے گھر کی تمام اشیاء کو جو بالکل استعمال میں نہ آئی ہوں دیکھے
مثل اناج اور نیا لباس وغیرہ اس میں سے پانچواں حصہ
نکالے یا ان سب کی قیمت لگا کر اس کا پانچواں حصہ نکالے
والسلام علی من اتبع الہدیٰ" آخر میں دعا ہے کہ خدا ہم سب کو
عالمہ کی توفیق عطا فرمائے اور احکام شریعت کیطرف متوجہ فرمائے
ہمارا حشر محمد وآل محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فرمائے
آمین یا رب العالمین

الاحقر

سید انیس الحسنین رضوی